35

خدائی انعام کی قدر قربانیوں سے ہوتی ہے

(فرمودہ ۲۴ دسمبر ۱۹۲۶ء)

تشہد، تعوذ اور سورۃ فاتحہ کی تلاوت کے بعد فرمایا:

قرآن کریم کی سورتیں ایک دریا ہیں جس میں سے قسم قسم کے قیمتی لعل نکلتے ہیں اور ایک سمندر ہیں جس میں سے قسم قسم کے جواہر نکلتے ہیں۔ اس کلام کے کئی بطن ہیں اور ہر بطن اپنے اندر کئی معانی رکھتا ہے۔ یہ ایسا کلام ہے جس میں انسانی کلام کا ذرہ بھر دخل نہیں۔ ایک ہی آیت کئی کئی معنوں پر حاوی ہوتی ہے۔ اور صرف ایک ایک لفظ کے علیحدہ علیحدہ معانی نہیں بلکہ ساری کی ساری آئت کئی مطالب پر مشتمل ہوتی ہے۔ میں نے سورہ کوثر پر کئی دفعہ خطبہ پڑھا ہے۔ اور کئی معانی بیان کر چکا ہوں۔ آج میں اس کے ایک اور پہلو پر بیان کروں گا۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے:

انا اعطینا ک الکوثر یعنی ہم نے تجھ کو بہت بھلائی دی ہے۔ اللہ تعالیٰ مومنوں کو فرماتا ہے کہ ہم نے تم کو خیر کثیر دی ہے جس کی کوئی انتہا نہیں تم جس قدر چاہو اس میں سے بھلائی کی باتیں معلوم کر سکتے ہو۔ یہ ایسی تعلیم ہے کہ جس کی کوئی تہ نہیں اور جس کی کوئی حد بندی نہیں لیکن اس انعام کے ساتھ یہ بھی یاد رکھو کہ انعام سے فائدہ حاصل کرنے کے لئے دو باتوں کی ضرورت ہوتی ہے۔

اول تو یہ کہ انسان منبع انعام کی قدر کرے اگر اس کی قدر نہ کی جائے تو وہ انعام چھین لیا جاتا ہے۔ یہ ایک قانون ہے جو نہ صرف جانداروں میں ہے بلکہ بے جان چیزوں میں بھی جاری ہے۔ صرف یہی نہیں کہ ایک عالم استاد کی طالب علم قدر نہ کرے اور اسے عزت سے نہ دیکھے تو طالب علم کو اس سے فائدہ نہیں پہنچے گا۔ بلکہ بے جان چیزوں میں بھی یہ قانون نظر آتا ہے۔ جب تک ان کی قدر نہ کی جائے اور ان کا صحیح استعمال نہ کیا جائے تب تک وہ فائدہ نہیں دیتیں۔ سب سے بے جان

چیز زمین ہے جس پر ہم چلتے اور پرورش پاتے ہیں۔ اس پر اپنی تمام زندگی گذارتے ہیں۔ اس سے اگر صحیح کام نہ لیں تو وہ بھی ہمارے لئے مفید نہیں ہو گی۔ اس سے ہم فوائد نہیں حاصل کر سکیں گے۔ یہی حال دوسری چیزوں کا ہے ایک بے جان ہستی کی قدر نہ کرو تو وہ فائدہ دینا چھوڑ دیگی مثلاً زمیندار کو ہی لے لو۔ وہ زمین میں ہل چلاتا ہے۔ اگر وہ وقت پر اس کی قدر نہ کرے اور وقت پر کھاد نہ ڈالے اور پانی نہ دے تو دو چار سال بعد پیداوار کا ملنا بند ہو جائے گا۔ وہی زمین جو اعلیٰ سے اعلیٰ فائدہ دیتی ہے وہی چند سال بعد ردی ہو جائے گی۔

پھر انسان کے اپنے اعضاء ہیں مثلاً ہاتھ ہی ہے اگر اس کا استعمال چھوڑ دیا جاوے تو وہ تھوڑے عرصہ کے بعد خشک ہو جائے گا۔ ہر چیز جس سے فائدہ ہوتا ہے اگر بے جان ہے تو وہ استعمال کے چھوڑ دینے سے ضائع ہو جائے گی اگر وہ جاندار ہے تو فائدہ روک لے گی۔

اللہ تعالیٰ کا بھی یہی حال ہے اسی نے یہ عام قاعدہ جاری کیا ہے جس کی اصل میں یہی وجہ ہے کہ وہ اپنے لئے چاہتا ہے کہ اس کے انعامات کی قدر کی جائے اور اگر قدر نہ کی جائے تو وہ اپنے فیض کو روک لیتا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ رسول کریم ﷺ کو فرماتا ہے کہ جب میں نے تم پر اتنا بڑا انعام کیا ہے تمہیں کوثر عطا کیا ہے۔ تو پہلی بات یہ ہے فصل لربک کہ اپنے رب کا شکریہ ادا کرو۔ اس کے انعامات کی قدر کرو ایک معمولی شخص کے معمولی احسان پر جب شکریہ ادا کرنا ضروری ہے تو ہم نے تو تم کو وہ چیز دی ہے جو ہر ضرورت اور ہر زمانہ میں کام دیتی ہے۔ تمہارا پہلا فرض اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے یہ ہے کہ تم زبانی اور عملی طور پر دونوں طریق سے اس کا شکریہ ادا کرو۔ کیونکہ قدر نہ کرنے سے وہ انعام روک لیا جاتا ہے۔ اور بغیر ان دونوں طریق کے شکریہ پورا نہیں ہو سکتا۔ اگر انسان عملی طور اظہار شکریہ کرے تب بھی درست نہ ہو گا۔ اگر صرف زبانی طور پر کرے تب بھی شکریہ میں شامل نہ ہو گا۔ مثلاً ایک دوست کے تحفہ کا زبانی شکریہ نہ ادا کرے۔ اگرچہ اسے لے ہی لے تب بھی تحفہ دینے والے دوست کا دل خوش نہ ہو گا اگر صرف زبانی طور پر شکریہ ادا کرے اور اس کی عملاً قدر نہ کرے تب بھی اس کے دل میں ملال پیدا ہو گا۔ تو شکریہ دونوں طریق سے پورا ہوتا ہے۔ پھر انسان کی نعمتیں تو بعض وقت بغیر ضرورت کے بھی ہوتی ہیں لیکن اللہ تعالیٰ کی نعمتیں تو تمام وجود سے کامل ہوتی ہیں اور تمام ضروریات کو پورا کرتی ہیں۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ جب ہم نے تم کو ایسی نعمت دی ہے کہ جس کی کوئی انتہا ہی نہیں تو تمہارا فرض ہے کہ تم اس کی قدر کرو اس کا شکریہ ادا کرو اب وہ شکریہ دو طور سے ہو سکتا ہے۔ ایک تو زبان سے کہ اس کے انعامات کا زبان کے

ذریعہ اظہار کیا جائے۔ اور اس کو یاد کیا جائے۔ دوسرے اپنے عمل سے۔ عمل سے اس طرح کہ ان نعمتوں کو موقع کے مطابق کرو۔ جس بات کے لئے اس نے کوئی طاقت دی ہے اس کے لئے تم ان نعمتوں کو حاصل کرو اور ایسے طور پر ان کا استعمال کرو کہ جس سے اللہ تعالیٰ کی ہتک نہ ہو۔

کوئی نعمت کبھی مفید نہیں ہوا کرتی۔ جب تک اس کے لئے محنت نہ کی جائے۔ اور اسے مفید بنانے کے لئے کوشش نہ کی جائے۔ مثلاً پلاؤ ہے۔ اس کو وہ شخص کیسے کھا سکے گا جس کا معدہ خراب ہے اس کے اندر ایک چاول جانا بھی اس کے لئے نقصان دہ ہو گا۔ اسی طرح ایک بڑے مکان میں وہ شخص کیسے رہ سکے گا جو وہمی ہے اور بڑے مکانوں کی رہائش سے ڈرتا ہے۔ اس سے ہمیں معلوم ہوتا ہے کہ انعام کے صحیح استعمال کے لئے طاقتوں اور محنت کی بھی ضرورت ہے۔

نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے قربانی کی ضرورت ہے مثلاً کنواں تو پانی کا موجود ہے لیکن اس سے پانی نکالنے کے لئے بھی تو محنت کی ضرورت ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ صرف یہی ضروری نہیں کہ تم عمل اور زبان سے شکریہ ادا کرو بلکہ یہ بھی ضروری ہے کہ تم ہر قسم کی قربانیاں بھی کرو۔ اپنے آپ کو تم اسی طرح ذبح کر دو جس طرح اونٹ ذبح کیا جاتا ہے تب تم اللہ تعالیٰ کے دوسرے انعامات کے بھی وارث ہو گے۔ دیکھو اس زمانہ میں حضرت مسیح موعودؑ پر جو معارف کھولے گئے اس کی یہی وجہ ہے کہ انہوں نے قربانیاں کیں۔ پس تم بھی کامل طور پر اللہ تعالیٰ کے انعامات سے تبھی فائدہ اٹھاؤ گے جب تم اپنے آپ کو پورے طور پر اونٹ کی طرح ذبح کر دو گے۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وانحر اور نحر اونٹ کے ذبح کرنے کو کہتے ہیں خدا تعالیٰ نے نحر کا لفظ رکھا ہے۔ جس میں دو باتیں بیان فرمائی ہیں۔ ایک تو یہ کہ قربانیاں کرو دوسرے یہ کہ خوشی سے قربانیاں کرو۔ یعنی وہ قربانیاں منظور ہوں گی جو خوشی سے کی جائیں۔ بعض قربانیاں تو انسان کو مجبوراً کرنی پڑتی ہیں مثلاً اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس پر بعض ابتلا آتے ہیں۔ لیکن یہاں یہ قربانیاں مراد نہیں بلکہ وہ قربانیاں مراد ہیں جن میں تمہاری شاہ رگ کٹ جائے۔ اور شاہ رگ کے کاٹنے سے تمام خون باہر نکل جاتا ہے اور کچھ باقی نہیں رہتا۔ تو یہاں بھی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ تم ایسی قربانیاں کرو کہ تمہارا کچھ باقی نہ رہے اور پھر ان قربانیوں میں تم خوشی اور سرور محسوس کرو۔ اس کا نتیجہ یہ ہو گا ان شانئک ھو الابتر کہ تمہارا مقابلہ کرنے والی قومیں نیست و نابود ہو جائیں گی۔ ابتر اسے کہتے ہیں کہ جس کی طرف کوئی قوم منسوب نہ ہو۔ تو فرمایا کہ اول تو ایسی قربانیاں کرو کہ تمہارا کچھ باقی نہ رہے۔ یعنی سب کچھ قربان کر دو۔ اور دوسری بات یہ ہے کہ تم خوشی سے وہ قربانیاں بجالاؤ۔ تمہارے اندر ملال یا رنج نہ پیدا ہو بلکہ

جتنی زیادہ قربانیوں کا تم سے مطالبہ کیا جائے اتنی تمہارے دلوں میں بشاشت ہو۔ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہو گا کہ تمام قومیں تمہاری طرف اپنے آپ کو منسوب کریں گی۔ اور تمہاری ہی جماعت دنیا میں پھیلی ہوئی ہو گی اور دوسری تمام قومیں ملیا میٹ ہو جائیں گی۔

دیکھو یہ قرآن کریم اور یہ تعلیم کتنا عظیم الشان انعام ہے۔ اور کتنی بڑی نعمت ہے۔ لیکن اس نعمت سے فائدہ اٹھانے کے لئے کچھ شرائط بھی ہیں۔ ایک شرط تو یہ ہے کہ عمل اور زبانی طور پر شکریہ ادا کرو اس نعمت کی قدر کرو۔ دوسری شرط یہ کہ قربانیاں کرو۔ تیسری شرط یہ کہ ان قربانیوں میں بشاشت تمہارے اندر ہو۔

اللہ تعالیٰ نے ہمیں کس قدر سامان ترقیات کے عطا کئے ہیں۔ ایک خزانہ دیا ہے جو کبھی ختم ہونے میں نہیں آتا ایک سمندر ہے جس کی تہ کا کوئی پتہ نہیں۔ اور ایسی رحمتیں اور نصرتیں اور تائیدیں کی ہیں کہ ہم ان کا اندازہ نہیں لگا سکتے۔ لیکن باوجود اس کے ہم بہت لوگوں کو یہ کہتے ہوئے سنتے ہیں کہ ہم کیسے قربانیاں کریں ہم کو تو کھانے کو نہیں ملتا اور دوسری قوموں کے پاس سب کچھ ہے ان کے گھر مالوں سے بھرے ہوئے ہیں۔ مگر ان لوگوں کو یہ علم نہیں کہ دوسری قوموں کو جو کچھ ملتا ہے۔ اس کی مثال ایسی ہے کہ جیسے کوئی کتوں کے آگے روٹی ڈالے اور اس میں زہر ڈال دے۔ اب تم بتاؤ کہ کیا تم دوسرے کتوں کے آگے روٹی دیکھ کر وہ روٹی اپنے کتے کے آگے بھی ڈال دو گے۔ خواہ وہ بھوکا ہی ہو۔ جب تم اپنے کتے کے آگے زہر آلود روٹی نہیں ڈالتے تو اللہ تعالیٰ بھلا اپنے بندوں کو وہ چیز کیونکر دے سکتا ہے جس میں ان کی ہلاکت ہو۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ کیا تم خیال کرتے ہو کہ ہم نے ان کفار کو جو اموال دیئے ہیں وہ ان کی ترقی کا موجب ہیں اور ہم انہیں ترقی دینا چاہتے ہیں۔ نہیں یہ تو ہم انہیں ہلاکت کے لئے دیتے ہیں۔

پس دو ہی صورتیں ہیں یا تو اللہ تعالیٰ کو ہمارا علم نہیں اور یا ہماری کوششوں میں فرق ہے۔ نہ تو یہ صحیح ہے کہ اللہ تعالیٰ کو علم نہیں کہ ہم بھوکے مر رہے ہیں اور نہ یہ بات ہے کہ ہماری کوششوں میں فرق ہے۔ ہمیں کھانا بھی آتا ہے۔ جب دونوں باتوں میں سے کوئی بھی بات نہیں تو تیسری وجہ ہو گی اور وہ یہی ہے کہ وہ اموال ہمارے لئے بہتر نہیں وہ اس زہریلی روٹی کی طرح ہیں جو کوئی آقا اپنے غلام کو بلکہ اپنے کتے کو بھی نہیں دیتا۔ یہ ایسی ہی بات ہے کہ طبیب کہتا ہے کہ چاول مت کھانا۔ اب ایک بچہ خواہ کس قدر روئے کیا ماں اپنے بچہ کو چاول کھلائے گی۔ تو ایسا بھی ہوتا ہے کہ کبھی مال انسان کے دین اور عرفان کے لئے مضر ہوتا ہے۔ تو کیا خدا تعالیٰ کی سچی خیر خواہی ماں جتنی بھی نہیں۔

حالانکہ وہ تو آپ ہی ماں ہے آپ ہی باپ ہے۔ آپ ہی خالق ہے۔ آپ ہی رازق ہے۔ پس یہ جو تم دیکھتے ہو کہ دوسروں کو ملتا ہے تو اس کی وجہ یہ ہے کہ وہ ایسی روٹی ہے جس میں سنکھیا پڑا ہوا ہے۔ اب کتنی حیرانی ہے کہ تم خیر خواہی کو بدخواہی سمجھتے ہو۔

پھر بہت ہیں جو نعمت کو جانتے ہیں لیکن اس کا شکریہ عملاً اور قولاً" نہیں ادا کرتے مثلاً قرآن اللہ تعالیٰ کی نعمت ہے۔ اسے نہیں پڑھتے۔ حضرت مسیح موعود کی طرف سے جو ذخیرہ معارف و اسرار کا ملا ہے۔ اسے توجہ سے نہیں پڑھتے اور اگر پڑھتے ہیں تو اس پر عمل نہیں کرتے۔ اب جب تک اس نعمت کے شکریہ میں قربانیاں نہ کی جائیں۔ تب تک اس نعمت سے کیسے فائدہ پہنچ سکتا ہے۔ کونین کے جیب میں پڑے رہنے سے تو بخار نہیں اتر جاتا۔ روٹی خواہ ایک من سر پر اٹھاؤ اس سے بھوک نہیں اتر سکتی۔

تیسرا گروہ وہ ہے جو اول تو قربانی نہیں کرتا اور اگر کرتا ہے تو بوجھ محسوس کرتا ہے۔ بلکہ بسا اوقات جب کوئی قربانی کے لئے اور خدمت کے لئے تحریک کرتا ہے تو اس سے بجائے اس کے کہ خوش ہوں اس پر ناراض ہو جاتے ہیں اور لڑ پڑتے ہیں حالانکہ اتنا نہیں سوچا جاتا کہ کیاں ماں کبھی ناراض ہو سکتی ہے کہ اس کو اس کے بچہ کے فائدہ کے لئے کوئی بات یاد دلائی جائے۔ اس کو تو تحریک کرنے والے اور یاد دہانی کرانے والے دوست کا اس قدر شکر گذار ہونا چاہئے کہ اس کا گویا غلام ہو جائے۔ کیونکہ اول تو مومن کا اپنا فرض ہے کہ وہ خدمت دین کے لئے ہر موقعہ پر قربانی کے لئے تیار رہے۔ لیکن اگر اس کو دوسرا دوست تحریک کرتا ہے تو اگر اس کے اندر ذرہ بھی بلکہ رائی برابر بھی ایمان ہوتا تو تمام عمر اس کا غلام ہو جاتا۔ پھر بعض لوگ ہیں جو قربانی تو کر دیتے ہیں لیکن بشاشت نہیں پاتے۔ پس یاد رکھو کہ جس قربانی میں بشاشت نہیں وہ قربانی منظور نہیں۔ جتنا جتنا تم بوجھ اٹھاؤ اتنا ہی تمہارے اندر نور اور سرور پیدا ہو۔

درحقیقت انسان اگر سوچے تو اس کو معلوم ہو جائے کہ جتنی یہ قربانیاں کرتا ہے۔ اتنا ہی اس کا بوجھ ہلکا ہوتا ہے۔ دنیا کی نعمتیں ایک تھان کی طرح ہیں جو اس نے اپنے سر پر اٹھائے ہوئے ہیں۔ اب جوں جوں تھان اس کے سر پر سے اتارے جائیں گے توں توں اس کا بوجھ ہلکا ہوتا جائے گا مثلاً اگر دس کا بوجھ اس کے سر پر ہے اور اس میں سے تین کا بوجھ اٹھالیا گیا ہے تو وہ خوش ہو گا کہ پہلے دس کا بوجھ تھا اب سات باقی رہ گئے ہیں چلو کم از کم تین کی کمی تو ہو گئی۔ اسی طرح جو شخص قربانیاں کرتا ہے وہ اپنا بوجھ ہلکا کرتا ہے۔ کیونکہ اس کو کم نعمتوں کا سوال ہو گا۔ بلکہ جتنا بوجھ ہلکا ہو گا اتنا ہی وہ خوش ہو

گا۔ انسان اس نقصان پر رنج مناتا ہے جو اس کے فعل کا یا دوسرے شخص کا نتیجہ ہو یا ایک طبعی گھبراہٹ ہوتی ہے جس کا تعلق اخلاق سے نہیں وہ تو جانوروں میں بھی پائی جاتی ہے۔

پس میں نصیحت کرتا ہوں کہ اپنے اندر زبانی شکریہ کا مادہ پیدا کرو اور ہر قسم کی قربانیاں کرو۔ اور ان میں بشاشت محسوس کرو۔ اگر قربانی میں بشاشت نہیں تو تم کبھی فاتح نہیں بن سکتے۔ میں دعا کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ ہمیں اپنے انعامات کا زبانی اور عملی دونوں طور پر شکریہ ادا کرنے کی توفیق دے۔ اور ہم قربانیوں کے لئے بشاشت کے ساتھ تیار ہوں۔ اور ہمارے اندر ملال نہ ہو۔

(الفضل ۳۱ دسمبر ۱۹۲۶ء)